بدعت اور رواج: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تقابلی جائزہ

*A **Comparative** Study of Custom and Religious Innovation in the Light of Islamic Law*

عبدالحلیم*
ڈاکٹر نجیب زادہ**

Abstract:

Culture is generally influenced by many factors including religion. However, religion is also affected by certain elements that include culture. Due to such influence from both the sides, it is sometimes hard to distinguish between the two. Islam as a religion is not an exception to this general. This is evident from the fact that Muslim societies in various parts of the world have their unique cultures and hardly any two Muslim soieties share the same cultural values and traditions. However, Muslim jurists have laid down a framework under which a cultural exercises can be distinguished from religious practice; such cultural practices, if done in the name of religion, may result in religious innovation which is despised by Islam. Due to the matchless efforts of the Muslim scholars of the past till date, Islamic teachings have remained unpolluted by the amalgamation of cultural norms and practices. In this article, we define custom and religious innovation and elaborate, with the help of examples, the underlying principles on the basis of which the two can be distinguished.

Key words: Religious innovation, custom, culture, sunnah

* لیکچرار، شعبہ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور
** لیکچرار، شعبہ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

انسانی زندگی کا نصب العین اللہ کی رضامندی ہے رسول کی زندگی اس کے لیے اسوہ و نمونہ ہے جس کے اپنانے سے انسان کی زندگی میں سہولت آتی ہے اور منزل تک رسائی آسان اور یقینی ہوتی ہے۔ اور یہی آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ: میرے جانے کے بعد اللہ کی کتاب اور میری سنّت کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔ جب تک امّت اس پر عمل پیرا رہی سہولت، فراخی، اور امن کی زندگی گذارتی رہی۔ لیکن زمانے کے مرور اور اسلامی تعلیمات سے آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے جب لوگ سنّت سے دور ہوگئے تو مفاد پرست ٹولے نے رسم و رواج، عادت کو دین بنا کر پیش کرنا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے اسلام کی خالص تعلیمات دھندلاہٹ کا شکار ہونے لگیں تو اہل علم نے اس کے قلع قمع کے لیے تدریس، تحریر، تقریر، کا راستہ اختیار کیا۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی مسلّمہ حقیقت ہے کہ شریعت میں عرف کا اعتبار کیا گیا ہے جس پر عصر حاضر کے بہت سے مسائل کی بناء ہے اسلیے اسے مکمل طور پر رد بھی نہیں کیا جاسکتا۔ زیر نظر مضمون میں رسم، رواج، بدعت اور عرف کی تعریفات، اقسام، احکام، حدود، کو ذکر کر کے مثالیں ذکر کی گئیں ہیں۔

رسم ورواج کی لغوی اصطلاحی تحقیق:

رسم ورواج، عرف وعادت سب ہم معنٰی الفاظ ہیں رسم کو عربی میں تقالید، طقوس، مراسی، عادات بھی کہا جاتا ہے۔[1] جس طرح عربی میں کہا جاتا ہے راج الشی: رواج پانا، عرف کے موافق ہے۔[2]

اور فقہا کی اصطلاح میں اس کی مختلف تعبیرات کی گئی ہیں ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

" ما یسنقر فی النفوس من الامور المتکررۃ المقبولۃ عند الطباع السلیمہ[3]

عرف وعادت سے مراد روزمرہ کے معاملات ہیں جو نفس میں جگہ پکڑیں اور طبائع سلیمہ کے ہاں مقبول ہوں۔

علامہ جرجانی فرماتے ہیں کہ:"العادۃ مااستمر الناس علیہ علی حکم المعقول وعادوا الیہ مرۃ بعد اخریٰ"[4]

علامہ شامی اسی سے ملتی جلتی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"العرف والعادۃ ماستقر فی النفوس من جھۃ العقول تلقتہ الطابع السلیمۃ بالقبول"[5] یعنی عرف وعادت سے مراد روز مرّہ کے وہ معاملات ہیں جو لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں راسخ ہوں اور طبائع سلیمہ ان کو قبول کرتی ہو۔

بدعت کیا ہے:

اس کا مصدر، بدعاً ہے جو فَتَحَ سے ہے جس کا معنٰی ہے، گھڑنا، بغیر نمونہ کے کوئی چیز بنانا، ابتداء کرنا، ایجاد کرنا اور کَرُم سے اس کا معنٰی ہے بے مثال، انوکھا ہونا اور سَمِع سے بمعنٰی موٹا ہونا اور باب تفعّل سے بمعنٰی بدعتی ہونا۔[6] قرآن میں لفظ استعمال ہوا ہے ابتدعوھا[7] ترجمہ: انہوں نے اس کو اپنے آپ کو گھڑ لیا۔

یہ لفظ ابتداع سے ہے جس کا معنی ہے دین میں نئی بات نکالنا۔[8]

بدعت کے معنیٰ بیان کرنے میں بھی فقہا کی مختلف تعبیرات پائی جاتی ہیں علامہ جرجانیؒ اسے سنّت کے مقابل قرار دیتے ہیں۔[9] علامہ شامی کا نظریہ بھی یہی ہے لیکن وہ اس میں ایک قید " لا بمعاندة بل بنوع شبهة"[10] جس سے ان کا مدّعیٰ یہ ہے کہ یہ ہے کہ اس مخالفت کی بنیاد ضد اور عناد نہ ہو کیونکہ یہ تو کفر ہے اس کی جامع تعریف علامہ جرجانیؒ نے کی ہے وہ فرماتے ہیں:

" هی الامر المحدث الذی لم یکن علیه الصحابة والتابعون ولم یکن مما اقتضاه الدلیل الشرعی[11]

بدعت ایسی ایجاد کا نام ہے جس کا ثبوت حضرات صحابہ کرام اور تابعین سے بھی نہ ہو اور نہ ہی کوئی شرعی دلیل اس کے جواز کی متقاضی ہو۔

بدعت کی اقسام:

بدعت محرّمہ: کسی ایسے کام کو ثواب سمجھ کر کرنا جس کا ثبوت خیر القرون میں نہ ہو۔

بدعت واجبہ: اسلام پر وارد اعتراضات، فرق ضالہ کا رد کرنا۔ نیا کام ہونے کے باوجود علماء کی ذمہ داری ہے۔

بدعت مندوبہ: دین کی ترویج یا تحفظ کے لیے نئے طریقے اختیار کرنا۔ مثلاً جہادی ٹریننگ، یا مدارس کا نظام وغیرہ۔

بدعت مکروہا: مثلاً مساجد کی تزئین وآرائش جو نماز میں ہو مخل ہوتی ہے۔ تفصیل فقہ میں ہیں۔

بدعت مباحہ: وہ امر مباح ہے جس کے کرنے یا نہ کرنے سے کوئی شرعی امر متاثر نہ ہوتا ہو۔ مثلاً لذّت کی غرض سے خورد ونوش کی چیزوں میں فراخی پیدا کرنا، کپڑوں میں ڈیزائینگ کرنا وغیرہ۔[12]

جب کہ حافظ ابن حجر نے ان سب کو درج ذیل دو قسموں میں منحصر کیا ہے۔۔

کفر کو مستلزم ہو۔ عقیدہ حلول، تحریف قرآن حضرات شیخین کی کفر کی نسبت کرنا اور حضرت عائشہ پر تہمت لگانا۔

بدعت مفسقہ۔ مثلاً معتزلہ کی طرح قرآن کو مخلوق کہنا۔[13]

بدعت کی تعیین کیلئے قواعد:

بہترین زمانے تین ہیں صحابہؓ، تابعینؒ۔ تبع تابعینؒ جس کا ذکر اللہ کے نبی کے اس فرمان میں پایا جاتا ہے

اکرموا اصحابی فانهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم یلونهم ثم یظهر الکذب[14]

یہ ایسے تین طبقات ہیں جن کی صداقت اور دیانت کی تصدیق اللہ کے نبی نے کی ہے اس کے بعد شر پھیلنا شروع

ہو جائے گا۔ اعتماد کو ٹھیس پہنچے گا۔ ایک دوسری حدیث میں قرن کا لفظ ذکر کیا گیا ہے جو ایک صدی پر محیط ہوتا ہے تو تین قرن تین سو سال ہوئے ابن عساکر کی تحقیق کے مطابق آپ ﷺ کا یہ فرمان 10ھ کا ہے: اس لحاظ سے اسکی مدّت تین سو دس (310) تک ہو گی۔[15]

اب بدعت کی تعین کیلئے جو قاعدہ سامنے آیا وہ یہ ہے کہ جو کام ان تین ادوار میں سر انجام دیا گیا ہو وہ بدعت کے زمرے سے خارج ہو گا۔ اس کے بعد والے کاموں کو جانچنے کے لیے بدعت اور اس کی اقسام کے ذیل میں بیان کی گئی تفصیل پر پرکھا جائے گا۔

دوسرا قاعدہ:

حضور ﷺ کا کوئی عمل جو متعدد طرق سے ثابت ہو میں سے ایک کو اختیار کر کے دوسرے کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔ مثلاً آمین بالجہر والسر دونوں ثابت ہیں۔ ان میں کسی کو بدعتی کہنا درست نہیں۔

تیسرا قاعدہ:

حضور ﷺ سے ثابت منسوخ عمل کو ہو کرنا یا باعث ثواب سمجھنا جائز نہیں۔

چوتھا قاعدہ:

حضور ﷺ کا اکثری معمول ہی سنّت ہو گا کبھی کبار سرزد ہونے والے کام کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔[16]

پانچواں قاعدہ:

احکام میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔

مقاصد: قرآن پاک کی تلاوت، تبلیغ، جہاد وغیرہ سب مقاصد ہیں۔ جن کے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

ذرائع: لیکن ان کے لیے ذرائع کا تعین شرعی ماٰخذ میں موجود نہیں۔ مثلاً قرآن سیکھنے کیلئے "بغدادی قاعدہ"۔ جہاد میں جدید آلات کے استعمال کا ثبوت قرون اولیٰ میں نہ ہونے کے باوجود کوئی بھی عاقل ان کے استعمال کو بدعت نہیں سمجھتا۔ معلوم ہوا کہ ذرائع کے ردوبدل کو بدعت کہنا نادانی ہو گی البتہ مقاصد میں تبدیلی جائز نہیں۔ لیکن ذرائع قرآن، سنّت، اجماع کے خلاف نہ ہوں اور اسے شرعی حکم کا درجہ نہ دیا گیا ہو۔[17]

بدعت اور رسم میں فرق:

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی "فضل الباری" میں بدعت اور رسم میں فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہر خلاف شریعت فعل کو نافرمانی ہو سکتی ہے لیکن بدعت نہیں۔ کیونکہ بدعت ایسی نئی ایجاد کا نام ہے جو شرعی حکم سمجھ کر کیا گیا ہو۔ جبکہ رسم بھی بے اصل اور خلاف شریعت ہوتی ہے مگر اس کو دین سمجھ کر نہیں کیا

جاتا۔[18] دوسرا فرق یہ ہے کہ بدعت کو چونکہ دین سمجھ کر کیا جاتا ہے اس لئے بدعتی کو توبہ کی توفیق بھی نہیں ملتی۔ اور رسم کو ثواب اور دین کا کام نہیں سمجھا جاتا جس کی وجہ سے اسے توبہ اور ندامت کی امید ہے۔[19]

بدعت ورسم کی شرعی حیثیت:

بدعت مکفّرہ کفر کو مستلزم ہے جیسے حضرت علیؓ کے بارے میں حلول کا عقیدہ رکھنا۔ احادیث میں جو بدعت کی مذمت بیان ہوئی ہے وہ اسی قسم سے متعلّق ہے صحیح العقیدہ انسان اگر بدعت کا مرتکب ہو تو وہ اسلام کے دائرہ سے خارج نہیں ہو گا۔ رسم اگر خلاف شریعت نہ ہو تو مباح ہے۔ بعض جگہوں پر شریعت نے عرف وعادت کا اعتبار بھی کیا ہے۔ البتہ قرآن وحدیث اجماع کے خلاف ہو تو ناجائز شمار ہو گی۔

بدعات ورسوم کی مثالیں:

قضائے عمری: رمضان میں جمعۃ الوداع کو امام کی اقتداء میں صرف پانچ نمازوں کی قضاء سے پرے سال کی نمازوں کو بخشوانا[20] کنوارے پن کو عبادت سمجھنا،[21] الفی لکھنا،[22] محرم میں شادی بیاہ کو ممنوع سمجھنا،[23] سجدہ تعظیمی کرنا حرام،[24] مردے کو دو بار غسل دینا۔[25] قبروں کو پختہ کرنا، ان کو سجدہ کرنا، ان کی طرف نماز پڑھنا۔[26] صفر کے مہینے میں میں شادی بیاہ، کو منحوس سمجھنا۔[27] شیخ عبد القادر جیلانی، کی تاریخ وفات کے دن گھروں میں شیرینی تقسیم کرنا، مساجد کی تزئین و آرائش کرنا وغیرہ بدعات کہلاتی ہیں۔[28]

رسومات کی مثالیں:

یاد رہے کہ عرف کا اعتبار شریعت میں اس وقت کیا جاتا ہے جب وہ قرآن وحدیث کے مخالف نہ ہو۔ جس کی متعدّد امثلہ پائی جاتی ہیں: شادی کے موقع پر دولہا کے بیلنگ کو اچھالنا، پگڑیاں باندھنا۔[29] رخصتی کے وقت گاڑی کے سامنے مرغ ذبح کرنا۔[30] میت کو قبرستان لے جاتے وقت قرآن کریم ساتھ لے جانا۔[31] ختنہ کے موقع پر لوگوں کو جمع کرنا، وغیرہ اگر یہ کام سنّت اور ثواب کی سے کیے جائیں تو بدعت ہیں اور اگر خوشی کے لیے ہو اور التزام بھی نہ ہو تو پھر یہ رسم ہو گا اور جائز ہے۔[32] غرض یہ کہ وہ رسوم جو قرآن وسنّت کے مخالف نہ ہوں لیکن ان کو دین کا حصہ سمجھ کر اس کو ثواسمھتا ہو اور اس کے ترک کو گناہ سمجھتا ہو تو یہ رسم بدعت میں بدل جائے گی جو مذموم ہے۔ جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

من احدث فی امرنا ا مالیس منه فهو مردود۔[33]

"کہ جس نے دین کے معاملہ میں کوئی چیز ایجاد کر دی تو وہ مردود ہے۔"

مثالوں سے وضاحت:

دولہا کا پلنگ اچھالنا جب تک اس کو شریعت کا حکم نہ سمجھا جائے تو رسم ہے۔ لیکن شریعت کی طرف بدعت ہو جائے گا۔ اسی طرح خوشی کے موقع پر کپڑے پہننے یا پہنانے میں اگر فضول خرچی نہ ہو تو کوئی قباحت نہیں، اسی طرح جنازے کے بعد دعا کرنا ہے لیکن اگر یہی کام شرعی حکم سمجھ کر کیے جائیں تو پھر بدعت ہوں گے اس کو "الانتقال من الرسم الی البدعة"۔ اسی طرح جنازے کے بعد دعا مانگنا ہے۔[34]

عرف عادت کی تحسین:

اقوام کی زندگی اجتماعیّت پر مبنی ہوتی ہے باہمی لین دین زبان، صنعت وحرفت، چال چلن میں قومیں ایک دوسرے سے مختلف ہونا بدیہی امر ہے یہی تبدیلی رفتہ رفتہ معاشرت کا حصہ بن جاتی ہے جس کی رعایت شریعت میں رکھی گئی ہے۔ جس کی تئید آپ ﷺ کے فرمان:

مارآہ، المسلمون حسناً فهو عندالله حسن[35]

جس چیز کام کو مسلمان اچھا سمجھے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اچھا ہو گا۔

اس حدیث مبارکہ میں عرف وعادت کی تحسین کی گئی ہے۔ لہذا اللہ کے تعالیٰ کے فرمان:

" یرید الله بکم الیسر ولا یریدبکم العسر[36]"

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے نہ کہ مشقت و تنگی

بنیاد پر انسان کے لیے جو چیز سہولت کا باعث ہو اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور مشہور فقہی قاعدے:

" العادة محكمة: یعنی ان العادة عامة كانت اوخاصة تجعل حكماً لاثبات حكم شرعی"[37]

عادت فیصلہ کرنے والی ہے۔ یعنی عادت عام ہو کہ خاص کو حکم شرعی کے لیے فیصل بنایا جائے گا

جب کہ علامہ شامی فرماتے ہیں:

والعرف فی الشرع له اعتبار لذاعلیه الحكم قدیرا[38]

عرف کا شریعت میں اعتبار ہے اسی وجہ سے اس پر حکم کا مدار ہوتا ہے۔

مثلاً اگر شہر میں مختلف نوٹ رائج ہوں اور بیع مطلقاً ہو تو عرف کی وجہ سے اغلب پر فیصلہ کیا جائے گا۔[39]

مبسوط میں عرف کی تحسین ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے کہ:

"الثابت بالعرف كالثابت بالنص"

جو چیز عرف سے ثابت ہو جائے وہ ایسی ہے گویا کہ نص سے ثابت ہے۔

جب کہ صاحب حسامی فرماتے ہیں کہ:

''قد تترک الحقیقة بدلالة الاستعمال والعادة''[40]

علامہ خالد سیف اللہ رحمانی عرف وتعامل کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: شریعت کا معتد بہ حصہ غیر منصوص ہونے کی وجہ سے عرف پر مبنی ہے۔ فقہ اسلامی کا اصل ماخذ ہے جس کی تبدیلی احکام کی تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔

علامہ قرافی مالکیؒ لکھتے ہیں کہ

''ان کل ماھو فی الشریعة یتبع العوائد یتغیرالحکم فیه عند تغیرالعادة الی ماتقتضیه العادة المتجددة''[41]

ترجمہ: احکامِ شریعہ عرف وتعامل کے تابع ہیں اس میں عرف کی تبدیلی کی وجہ سے نئے عرف کے تقاضوں کے مطابق احکام میں بھی تغیر آئے گا۔

بدعت کی مذمّت:

کسی ایسی چیز کو دین کی طرف منسوب کرنا جو دین کا حصہ نہ ہو تو یہ ایک امر مذموم ہے جس پر وعیدات وارد ہوئی ہیں۔

مسلم شریف کے مقدمہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت نقل کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سیکون فی اٰخر امتی اناس یحدثونکم بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤ کم فایاکم وایاھم[42]

آخری زمانہ ایسے لوگ ہوں گے جو ایسی باتیں بیان کریں گے جس کو آپ اور آپ کے آباواجداد نے نہیں سنا ہو گا پس ایسے لوگوں سے آپنے آپ اور دوسروں کو بچایئے۔

مشکوٰۃ شریف کی ایک روایت میں آپ ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے:

من احدث فی امرناھذا ما لیس منه فھو مردود[43]

ترجمہ: جس نے دین میں ایسی چیز کا اضافہ کیا جو اس میں سے نہ ہو وہ مردود ہے۔

اور مسلم کی روایت میں ایسی چیزوں کو بدعت سے موسوم کیا گیا ہے آپ ؐ کا فرمان ہے۔:

وشرالامور محدثاتھا وکل بدعة ضلالة[44]

ترجمہ: سب سے برا کام دین میں نئی چیز پیدا کرنا ہے اور ہر ایسی نئی ایجاد گمراہی ہے۔

بدعت کے مذموم ہونے کی علّت:

بدعت اور بدعتی کی اس قدر شدید مذمّت کی وجہ یہ کہ وہ دین جسے اللہ تعالیٰ نے کامل بلکہ اکمل کہا ہے اسے اللہ کے فرمان پر یقین نہیں۔۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بدعت کی ترویج سے سنت کے نور کو ماند کرنے کوشش ہوتی

ہے۔اس لیے آپ ﷺ کے فرمودات میں شدید مذمّت پائی جاتی ہے:

ما احدث قوم بدعة رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خير من احداث بدعة [45]

ترجمہ: جب بھی کوئی قوم بدعت ایجاد کر لیتی ہے تو اس کے مثل سنت اٹھائی جاتی ہے اس لئے کسی چھوٹی سنت کو عمل میں لانا بدعت سے افضل ہے۔

بدعت کے رائج کرنے سے دل کی نورانیت زائل ہو جاتی ہے۔ حق و باطل میں فرق مٹ جاتا ہے۔ اور محشر کے میدان میں اللہ کے نبی ایسے لوگوں سے منہ پھیریں گے جو اس کے مبغوض ہونے کی سب سے بڑی بڑی دلیل ہے۔ایک دوسری حدیث میں ﷺ نے فرمایا:

سحقاً سحقاً لمن غير بعدی [46](متفق علیہ و مشکوٰۃ، ص488)

یعنی پھٹکار پھٹکار ان لوگوں کے لئے جنہوں نے میرے بعد میرا طریقہ بدل ڈالا۔ [45]

References

[1]Kirtyanvi, waheed ud zaman Qasmi, Qamoos Ul Qadeed, Idara e Isalmiyat, Lahore, 1990, Pg: 230

[2] Ibid,Pg:396

[3] Ibn Nujaim Al Miṣrī,Al ‘Ishbāh wl Nẓāir Maktaba Rashīdīya,Pg:79

[4] Al JurJanī ‘Alī Bin Muḥammad,KītābAl Ta‘rīfāt lil Jurjānī Maktaba Niāzī,Pg:137

[5] Sharaḥ u‘qūd Rasm Al Muftī ‘Allāma Ibn ‘Aābdīn Shāmī

[6] Balyāwī Mulānā ‘Abdul Ḥafīẓ,Miṣbāḥ Al lughat,‘Idāra Al ‘Ilam Nosehra,2014,Pg:51

[7] Al Ḥadīd:27

[8] Mulāna ‘Abdul Rashīd Nu‘mānī,Lughāt Al Qurān,Nadwa Al Muṣnnifīn Dehlī,1949,Vol-1,Pg:5

[9]Kitāb Al Ta‘rīfāt Lil Jurjānī,Pg:45

10Ḥaṣkafī ‘Ibn ‘Aābdīn Shāmī Al Dur Mukhtār,Mktaba Waḥīdīya Peshawar,Vol-2Pg:365

[11]Kitāb Al Ta‘rīfāt Lil Jurjānī,Pg:45

[12]Rad AL Muhtār,Vol-2,Pg:356

[13] Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar,Sharaḥ Nuḥkhba Al Fikar,Pg:299

[14] Mishkaat Shareef.

[15].Sajjād Al Ḥijābī Muḥāḍrāt Shraḥ Al ‘Aqāid,Madīna Premter Mardān,Pg:25

[16] Ludhyānwī Mulāna Yousuf,‘Ikht‘ilāfāt Ummat Awr Ṣirāṭ Mustqīm,Zaid Packages Machlī Mandī Lāhor,Pg:90

[17] Mulānā ‘Alāuddīn,Tṣwwaf kī Ḥaqīqat,Maktaba Khatm Nabūwat Maḥalla Jangī Phawar,2015,pg:10-11

[18] Arkānī Mulāna Shabīr Aḥmad,Tuḥf Al Ṭalba Maārib Al Ṭlaba Beyt Al ‘Ilam Karāchī,2011,Pg:244

[19] Ibid

[20] Muftī Guhlām Al Raḥmān, Ftāwā Uthmānīya,Maktaba Al ‘Aṣar Acadmī 2016,Vol-1,Pg:167

[21] Thānwī Mulāna Ashraf ‘Alī,Tashīl Behistī Zewer,Kitāb Ghar Karāchī,1433,Pg:52
[22] Ibid
[23] Ibid
[24] Uthmānī Muftī Muḥammad Taqīī,Ftāwa Uthmānī,Maktba Ma‘ārif Al Qurān Krāchīī,2015,Vol-1,Pg:567
[25]Thānwī Ashraf ‘Alī,Ta‘līm Al Dīn Maktaba Raḥmānīya,Pb:47
[26]Nadwī Muḥammad Armghān Badāyūnī,Māh w Sāl kī Bid‘āt w Rusūmāt Kitāb w Sunnat kī Roshnī Mai,Maktaba Sayed Aḥmad Shahīd Acadmī,2017,Pg:85
[27] Ibid,Pg:98
[28] Fatāwa Uthmānī,Vol-1,Pg:189
[29] Ibid,
[30] Fatāwa Uthmānī,Vol-1,Pg:117
[31]Ibid,Pg:106
[32]Bukhārī Muḥammad Bin Ismāīl Ṣḥīḥ Al Bukhārī Maktaba Raḥmānīya Vol-1,Pb:474
[33]Fatāwa Dār Al U‘lūm Deoband,Maktaba Al ‘Ilam Lāhor,Vol-5,Pg:180
[34] Ibn Nujaim Al Miṣrī Al ‘Ishbāh w Al Naẓā‘ir,Maktaba Rashīdīyaī,Pg:79
[35] Al Baqara,Pg:185
[36]Al Mujalla Al Aḥkām Aāl ‘Adlīya,Mādda no36 Maktaba Ḥaqqānīya Peshawar,Pg:90
[37] Ibn ‘Aādīn Shāmī,Sharaḥ ‘uqūd Rasam Al Muftī,Maktaba Al Bushrā,Pg:75
[38]Al Hidāya,Vol-3,Pg:122
[39] Niẓāmī Mulwī Ḥussām Al Dīn Ḥussāmī
[40] Raḥmānī Khālid Saif Al llha,Jadīd Fiqhī Masā‘il,Vol-Pg:51-52
[41] Al Qushiarī Muslim Ibn Al Ḥajjāj,Ṣḥīḥ muslim Maktaba Raḥmānīya,Vol-1,Pg:33
[42] Tabraizī Muḥammad Ibn ‘Abdullha Mishkāt Al Mṣābīḥ,Maktaba Raḥmānīya,Vol-1,Pg:474
[43] Ibid,
[44] ‘Ikhtilāf Ummat Awr Ṣirāṭ Mustqim,Pg:195-196